

گذرتے ہوئے قدرے کھیرا اور بڑی آہستہ آواز سے کھاید وینی مجھے
امید ہے کہ تم میری دنخواست دربار ہ گانے کے نہ بھولی ہو گی؟ ”
وینی فردے نے خوش خوش اس کی طرف دیکھا۔ اور اپنے آگے رکھے
ہوئے باجہ کی طرف اشارہ کیا جو روزانہ کمپنی کی اعلیٰ ساخت کا نونہ تھا
پاوری لانگڈن نے اس کے جواب میں اپنا سر علا یا اور اندر ونی
کمرہ میں اپنا چوغہ پہنچنے چلا گیا۔ یہ اندر ونی کمرہ گرجے کی عمارت سے
ملا ہی ہوا تھا۔ جس کا کہ ایک بڑا اور واڑہ سامنے کی طرف گر جا میں کھلتا
تھا۔ جس میں سے ہو کر پادری لانگڈن ابھی اندر آیا تھا۔ مگر اس کمرہ
کا ایک دوسرے واڑے کرنے بھی تھا۔ جو صرف بڑے پادری صاحب
کی آمد و نعمت کے لئے خاص کر مخصوص تھا۔ اور جس کے پاس اس کی بھی
مسٹر مینڈبل پادری کلائی ایک متوسط عمر کنوارہ شخص تھا۔ اس کی یہ
عادت تھی کہ عبادت شروع ہونے سے پانچ منٹ پہلے اپنی رہائش گاہ
سے آیا کرتا تھا۔ جو گر جائے قرب ہی تھی۔

لانگڈن نے اندر ونی کمرہ میں اپنا چوغہ پہنا ہی تھا کہ باہر قفل میں
کنجی پھرتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور فوراً ہی مسٹر مینڈبل اپنی سیاہ پوشک
میں نموار ہوئے۔ جنہوں نے آتے ہی اپنے مد و گار کو نیچ کا سلام
کر دوڑاہ بند کر لیا۔

مسٹر مینڈبل یہ مجھے امید ہے کہ میں ویرے سے نہیں آیا ہوں یا اور یہ
کہتے ہوئے الماری کی کھونٹی پر سے اپنا سفید زراہدا نہ چوغہ جو عبادت

بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ یہ پل ہر سٹ گاؤں جو بگل کے سرسبز قطعہ زمین میں قلعہ لانگ کلوڈ باست ہاں کو اپنے اردو گرد لئے واقع تھا حسب معمول خوشی خوشی اپنے اس کام کے واسطے جاگ آئی۔ جو اس گاؤں کے خدا ترس آبا و اجداد نے صدیوں سے جاری کر رکھا تھا۔ بھیک دن کے ساری ہے وس بچے گر جا کے نارمن برج سے زور زور شن شن گھنٹے کی آواز آئے لگی۔ جس سے یہ مراد تھی کہ لوگ اپنے معنووں کی عبادت کے واسطے جلد جمع ہو جائیں۔ کتوڑی دیر کے بعد گاؤں کی پختہ سڑک پر لوگوں کا اثر دھام ہی اثر دھام نظر آتا تھا۔ جو جو حق جو قریب جا کو جاری ہے تھے۔ مقررہ وقت سے وس مشٹ کم پر جب پادری لانگڈن احاطہ کے پھانک سے گزر؛ تو اسے قبروں میں گر جا کی دیوار کے آس سرے پر ایک دبلا پیلا نوجوان لڑکا نظر پڑا۔ پادری لانگڈن نے اپنے اس قلیل عرصہ قیام میں حتی الوسع یہ پل ہر سٹ گاؤں کے ہر بُرنا و پیر عورت مرد بچہ سب سے شناسانی کر لی تھی۔ مگر یہ لڑکا اسے پاکل رضبی معلوم ہوا۔ اس کے دل نے چاہا کہ وہ جائے اور اس سے ملے۔ مگر وقت کتوڑا تھا۔ لوگ گر جا میں جمع ہو چکے تھے۔ آخر پادری لانگڈن نے یہہ خیال کیا کہ یہ لڑکا اپنے کسی عذریز کی قبر پر آیا ہے کیونکہ اس وقت لڑکے نے اپنا جھکا ہوا سراکیں کتبہ پر رکھ دیا تھا۔ وہ سیدھا گرچے میں جا گھسا۔ جو قریب قریب نصف کے سامنے میں سے پڑا تھا۔ اور جہاں دنی بیٹھی ہوئی پیانو بجارتی تھی۔ اور یہہ اس کے پاس سے

اشارے نواب ڈی۔ گورن ہی کی طرف تھے۔ کیونکہ اس نے بحثیت ایک غریب پادری کے اس کے روئی کے دل پر فتح پائی تھی۔ اور اُس کا نشان آئندہ ہوئے والے حزیف و رقیب سے بچائے رکھنے کا تھا۔

بوڑے اہم تھے ملازم گرجا کا معمول تھا کہ ٹھیک گبارہ بنجے گرجا کے دروازہ پر حاضر ہو جاتا۔ اور چاندی کی صلیب لے کر پادری کے آگے آگے چھتے ہوئے یک طرفی راستے سے ہو کر عبادت گاہ تک کرتا تھا۔ کہ جہاں پادری ہر جاتا تھا۔

چنانچہ وہ آج بھی حسب معمول چاندی کی صلیب ہاتھ میں لئے آموجود ہوا۔ اور جو ہی لانگڈن کو دیکھا تو گھوم کیا کہ لپنے فرن منبعی کو ادا کرے۔ اور چونکہ برٹے پادری کا اس جلوس کے پیچے پیچے چلتا باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔ سامنے جو ہر درجہ و ملت کے تھے اپنی اپنی مناسب جگہوں پر بیٹھتے تھے۔

جو ہی پادری لانگڈن اُس چھتے ہوئے راستے سے ملازم گرجا کے پیچے نکلا تو اس نے ایک پر فتح سریلی اور دلکش آواز مُستنی جو پیالوں سے نکل رہی تھی۔ جس کو وہ جانتا تھا کہ پہہ کسکی دلکش آواز ہے۔ اور کس کی نازک انگلیاں سردیں پر کھر رہیا ہیں۔ چونکہ آج بھکم برٹے پادری صاحب نماز لانگڈن نے پڑھانی تھی۔ اور خود برٹے پادری صاحب کو دعظت کرنا تھا۔ اس لئے وہ جو ہی اس چھوٹی دھلوپ

کے قبل پہنچنا ضروری ہے۔ آثار لیا۔ میرے پیارے مسٹر ڈبلنگٹم۔ اصل بات یہ ہوئی کہ میں کتب خانہ کی کھڑکی پر ایک دو منٹ ایک محض بے موقع بات کے درجے پر کیلئے تھیر گیا تھا۔ جس کی اصلیت شاید تم کبھی نہ معلوم کر سکو۔

لانگڈن رہنمائی اور بے حد حب وہ کیا بات تھی؟“

مسٹر مینڈلےیل میں نے نواب ٹوی گورن سو گر جا میں آتے دیکھا ہے کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ گر جا سے قلعہ کو آئے جانے کا راستہ میری رہائش محلہ کے کرہ سے ہو کر گزرتا ہے۔ اب ہم اسے خاندان ڈبلنگٹم کی کرسیوں پر بیٹھا ہوا دیکھیں گے۔ مجھے اب یہ پختہ یقین ہو گیا ہے کہ نواب فرقہ رومن کی تھاکر سے ہے۔

پادری لانگڈن نے دل میں کہا کہ میں تو اس پا جی نواب کو خدا یا اُسکی قدرت کے خلاف قطعی منکر سمجھتا تھا۔ مگر وہ اس کا گر جا میں آنسوں کو متعجب نہیں ہوا۔ جبکہ اس کو گذشتہ رات دینی کی زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ نواب بھی اس کا شیدا ہے۔ چونکہ دینی فرڑ بلانا غیر گر جا آئے والوں میں سے تھی اس لئے نواب نے شاید اس کے دل میں انگھر کرنے کو السیا کیا ہو۔

لانگڈن نے اس بات کا بڑا نامنا بلکہ اس خیال پر نہیں کہ غریبوں کو خدا نے جو جو کمالات عطا کئے ہیں اکثر اپر اُمرا ان سے محروم ہیں۔ دینی کی محبت درحقیقت ایک چیز تھی۔ اور اس کے تمام

ہوئے راستہ میں چلا گیا۔ اور لانگڈن نے صاف خوش آواز سے جہاں سے کہ چھوڑا تھا پھر نماز پڑھنا شروع کیا۔ اس نے اس معمولی وقفو کو جو بڑھے سے با تیس کرنے میں لگا، اس صفائی سے بھایا کہ بمشکل شاید چند لوگ معلوم کر سکے ہوں۔ مگر بعضوں کی تیزی طبع نے سب حال معلوم کر لیا تھا۔

یہہ غروری نہ تھا کہ یہ امر سامعین پر ظاہر کیا جاتا۔ کہ مسٹر بندپبل نے آج بعد نماز و غط کرنا تھا۔ اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کیونکہ بڑا پادری اکثر اپنا تمام دن کا کام خود اپنی طبیعت سے لانگڈن کے سپرد کر دیا کرتا تھا۔

اس نے میں لانگڈن دوسرے جلد پر پہنچا۔ کہ اُس خدا کو جو ہمارا معبود ہے رحم اور معا کرنے کی قدرت ہے۔ وہ آنا ہی کہنے پا یا تھا کہ اُس کی آواز ایک خوفناک پیچ میں مل گئی۔ جو اول اول صاف نہ تھی مگر بعد کو بڑی دشکن دھولناک تھی۔ بوڑھا ملازم اپنی تھر تھراتی آواز میں پہلایا کہ خدا کے واسطے تم میں سے کوئی شخص جلد پہاں آئے۔ بڑے پادری صاحب مردہ پڑے ہیں۔ شاید کسی نے قتل کر دیا ہے۔

پہنچنے ہیں کانند پا اسک قلم

گمرا آج عالم پہ کوہ الہم

پادری لانگڈن ہدمی کی طرح زرو ہو گیا۔ اور اپنی بیز سے مٹھے اس خوفناک آواز کے جواب میں ووڑا۔ اُس کے ساتھ ہی نواب بھی

میز کے نزدیک جہاں پادری صاحب نماز پڑھایا کرتے تھے۔ پھونچا تو وہ وزیر انو بیٹھ گیا۔ اور اپنے دل میں کچھ پڑھنے لگا۔ پھر وہ سیدھا کھڑا ہوا کہ نماز پڑھاتے۔ لیکن اسی کرنے سے قبل اس نے سامعین کی طرف نظر دوڑائی۔ جہاں اسے نواب ڈی۔ گورن ایک کرسی پر بڑی زادہ صورت بناتے دکھائی دیا۔ جس نے ایک ہاتھ تو کانوں پر رکھا ہوا تھا گویا کہ ظاہر کر رہا تھا کہ پیانو کے دلکش سروں کو بڑی توجہ سے سن رہا ہے مگر یہ بات نہ تھی۔ اس کی پرفن انکھیں بغیر جھکلے پادری لانگڈن کے چہرہ پر گڑھی ہوئی تھیں۔

پادری لانگڈن نے جب عبادت کا شروع جملہ پڑھا رتب وہ فرمی نواب اپنی مکاری سے باز آیا۔ اور سیدھا ہو بیٹھا کہ اپنی رون کو چند لمحے کے لئے اپنی بدعتوں سے آرام دے۔ اور تمام دیہاتی کہن کا دچھا خاصہ جاؤ تھا اپنی تھر تھرا تی آوازیں پادری کا ساکھہ دینے لگے اُسی وقت لانگڈن کا کسی نے بازو لہایا۔ اس نے جو مرد کر دیکھا تو گر جا کا ملازم تھا۔ جس نے بڑی دھمی آواز اکھڑی ہوئی سانس سے کہا حضور مسٹر میڈیل کہاں ہیں؟ وہ تو ہمارے پیچے نہ روئی کمرہ سے آئے ہی نہیں۔ جوان پادری نے اس کرسی پر نظر ڈالی۔ جہاں پڑھ رہا اور ہی آکر بیٹھا کرتا تھا۔ مگر کرسی کو خالی پا کر حیران ہو گیا۔ اور بورڈھے رسمیت کی طرف منا طب ہو کر کہا ڈشاپید وہ یہ کا یہ بیمار نہ ہو گئے ہوں میرے خیال میں تم نہ روئی کمرہ میں جا کر دیکھو۔ بوڑھا ملازم اس چھتے

چلہی سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور دروازہ سے اس خوف زد گرداہ کی طرف
رسکھنے لگا جو اس وقت وہاں موجود تھا۔ اور واقعہ کی اصلیت معلوم کرتا
چاہتا تھا۔ مگر چونکہ نواب پیچ میں رسدراد تھا۔ اس وجہ سے ایک عد
تک آگے جانے سے محروم رہتا۔ آپ صاحبان میں سے کسی کو درکر
پولیس کے سپاہی کو اطلاع کرنا ضروری ہے۔ اور کسی ایک صاحب کو
پاسنگ استوک سے ڈال کر کوئا ناچاہیے گو ظاہراً میں بہت کم نظر آتی ہے؟
نواب ٹوہی۔ گورن۔ آپ کی موٹر کار ۰۰۰۰۰۰۶۹۶۶
رنواب) رقطیح کلام کر کے) ہاں ہاں جناب میری موٹر کار معاشر ہے
اکبھی آدمی روائی ہوتا ہے۔

پادری لانگڈن نے خیال کیا تھا کہ نواب خود جلد اس بات کی
بے تقاضائے انسانیت تعامل کر لیگا۔ مگر اس نے اپنے پاس کے آدمیوں
میں سے کسی ایک کو اپنا پیغام دیکھ قلعہ لانگ مکونڈ کی طرف دوئا ویا۔
اور خود وہی دروازہ کے پاس ڈٹا رہا۔ لیکہ اس نے کمرہ کے اندر جانے
کے واسطے قدم اٹھایا یہی تھا کہ پادری لانگڈن نے نرمی مگر مستعدی
کے ساتھ یہ کہا کہ میرے خیال میں جب تک پولیس آجائے کسی صاحب
کو اندر نہ آنا چاہئے۔ سو ائے اُن گرے جا کے چوکیداروں کے جن کو
میں یہاں مامورو بھیتا ہوں۔

پادری لانگڈن کی اس ورخواست نے نواب دہلی گورنment کو ایک
ہی طرف کھرتے رکھا۔ چیکہ گر جا کے دو چوکیدار پورے حماریں باست

اپنی جگہ سے آٹھ پک کر ووڑ پڑا۔ مگر جانا اندر ونی کمرہ میں تھا۔ کہ جس کے دروازہ پر ضعیفہ العر اسٹھ کا پتا ہوا کھڑا تھا۔ نواب کو جو ووڑ میں وقت ملا تو اُول آکر پہنچا۔ مگر وہ دروازہ پر لکھر گیا اور پادری لاگنڈن کو اول اندر جانے کے لیے راستہ دیتے ہوئے۔ اپنے پرن لب وہ بھی میں کہا یہ آپ آگے ہوں۔ حضور خباب“

داؤی ۷ کیا عدا ہے کہ سرگٹتا ہے بے تقسیر کا

ساتوال باب

نواب دروازہ کی چٹخنی چڑھا دیتا ہے

مکار دنماز حیله ساز چالا

وہ نظارہ جو لانگڈن ٹرینگھم کی آنکھوں نے اندر ونی کمرہ میں دیکھا۔ اچھے حوصلہ مند کے چھلکے چھڑا دیتے کیلئے سخت ہیئت ناک تھا اسی خدا کے اس آرام دہ کردگے فرش پر بجا رہ خدا اترس پادری منہ کے بل بیو ش اوندھا گرا پڑا تھا۔ اور اس کی پٹھ کے زخم سے گملی خون رزوں تھا۔ جو اس صاف سفید چونہ پر قابل کے خون کا داع لگانا جاتا تھا۔ اور فرش کے شیشتم کے تختے اس مظلوم کے خون سے پیاس بجھاتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ لانگڈن لاش کے قریب جھکا مگر

کے واسطے آثار دی تھی۔ یہ کام نواب نے پڑی ہشیاری سے کیا اور جب یہ اطمینان ہو گیا کہ اس کا یہ فعل کسی نے نہیں دیکھا۔ تو جھٹ دبے پاؤں والے سے گھسک کر چھپتے ہوئے راستہ کے کلاں واڑ پر آستیند ہوا۔ جہاں اور لوگ بھی اپنے اپنے خیالی پلاؤ لپکا رہے تھے۔ دینی و رُدُر ک بھی دہاں کھڑے تھے۔ اور اس اچانک حادثہ کی وجہ سے ان کے چہرہ پژمردہ وزنگ سفید ہو گئے تھے۔ دینی فرود اس حادثہ کی گھبرائیت یا اپنی اس حقارت کو سجھوں گئی۔ جو اس کو قیام کرنے کرایہ دار سے تھی۔ اور اس نے اس سے واقعہ کی خبر پوچھی مدنواب ڈی۔ گورن) نے (فسوناک چہرہ بنا کر جواب دیا تھا۔ بیشک بیگم اس میں کوئی شک نہیں۔ بیچارہ پادری کلاں مر گیا ہے مسٹر لانگلڈن ٹریبلٹم نے مجھے کسی قسم کی مذمت نہ کرنے دی۔ پر خیر میں نے بہت کچھ دیکھ لیا ہے کہ جسے میرے ہوش دھو اس گم کر دئے تھے و نبی فرود بے صبری کے ساتھ تو پھر مرگی یا کسی اور دچھ سے عالم پہنچو شی طاری ہو گیا۔ وہ بوڑھے ہم تھے کا کہنا کہ قتل ہوا یو قوفی سے خالی نہیں۔

نواب از امر می سے) میں تھیں ملور پر کہتا ہوں اور اس بات کے یاد کرنے کے لئے کافی شہادت وجود ہے۔ کہ ایک پُر و غا قتل کا واقعہ ہے کیونکہ آدمی خود اپنے آپ کندھوں کے درمیان چھری نہیں مار سکتا یہ ضرور کسی سفاک قاتل نہ کام ہے۔ کہ ان دونی گمراہ میں اُدل جا کر

و ایک زیندار گنگ نامی نواب کے قریب سے گذر کر اندر لوٹی کرے میں آئے۔ مگر نواب جلد اپنی اسی جگہ چھٹے میں ہو گیا۔ اور اس کی چھٹے دار مونچیں شبانہ سے آ راستہ اور بکر ونی و اڑھی آگے بڑھ کر جھنکیں اور اس کی ہوشیار آنکھیں کل کمرہ کے دروازہ کا جایزہ لینے لگیں۔ اس نے الماری سے یکم ریا تو تی کھڑکی تک اور کھڑکی سے باہر احاطہ کے دروازہ تک ہر چیز کو خوب بھانپا۔ جانچا۔ پرتالا۔

پاری لاگلڈن نے اس موجودہ گروہ کو جس میں نواب ڈی گورن بھی شامل تھا۔ مخاطب کر کے کہا ہے صاحبو میں آپ لوگوں کا بڑا مشکور مول نگاہ کر آپ اگر مہر بانی کر کے اب بہاں سے چلے جائیں جیکو سنتے ہی سب فوراً پلے گئے۔ مگر نواب نے جگہ نہ چھوڑ دی۔ اسی جگہ منخ کی طرح جمارا ہا۔

گونوب اپنی ہشیاری سے اپنی جگہ سے ہٹ کر دیہاتیوں کے چھپے چھپے چھتے ہوئے راستہ کی طرف ہو لیا تھا۔ مگر ان کے بوٹوں کی چیز اور باتوں کے شورو شر میں وہ محبت دپے پاؤں بھر داپس آ کر اسی جگہ جم گیا۔ حب کہ اس قلیل عرصہ میں پاری لاگلڈن بوڑھا اس اور دنوں چوکیدار اس بے حس و حرکت لاش کو جو خاموش فرش پر پڑی دیکھنے میں مشغول تھے) نواب نے ویری موقع پا کر اس دروازہ کے اوپر کی چٹمنی لگادی۔ جو باہر احاطہ کی جانب کھلتا تھا۔ کہ جس کی چٹمنی بوڑھے ملازم نے پڑے پاری صاحب کے داخل ہونے

مفت میں اسیر بلہ ہوا۔ اس ثنا میں گاؤں کا سپاہی جسے نواب اکیف
ہشیار شخص کہہ چکلہ ہے۔ خلقت کو چڑنا ہوا اندر ونی کمرے کے دروازہ
پر جا کھڑا ہوا۔ اور اپنے سرخ ٹمٹما لے ہوئے چہرہ سے پسینہ پوچھنے لگا
بوڑھے رئیس نے کہا پلا رنس اندر آ جاؤ۔ (یہ اس سپاہی
کا نام تھا۔) آب بوڑھے رئیس کو اچھی طرح اطمینان ہو گیا۔ کہ پادسی
پیچارہ سُنہڈا ہو گیا ہے؟ ویکھو لا رنس جب تک تمہارا افسرزادے
کہ جسی کو تم نے اطلاء دیدی ہو گی تب تک تم اس معاملہ میں اچھی کوشش
کے ساتھ جھان بین کرو۔

پولیس کا سپاہی یہ خبap میں نے جس وقت سا اسی وقت اطلاء
دیدی۔ مگر صاحب چوپہ ذوق عہ ہوا کس طرح؟ اور قاتل کون ہے؟ اگر معلوم
ہو تو مجھے فوراً آئے گزر قارکرنا چاہئے۔
پادری لانگلڈن۔ قاتل کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اور ساتھی شروع
سے آخر تک جو ماجرہ آندر تا تھا کہہ سنایا۔ یعنی کس طرح وہ خود اس جھنے
ہوئے کہ استہ کے قریب مگاہ کا گیا۔ یہہ خیال کرتے ہوئے کہ مژہ نیڈل
اس کے پیچے آ رہے ہیں اور کس طرح بوڑھا استہ گر جے میں بڑے
پادری صاحب کی غیر حاضری معلوم کر کے اندر زندگی کرہ میں گبا۔ اور
جہاں اس نے بڑے پادری صاحب کی یہ حالت دیکھی۔

سپاہی یہ کوئی چیز سہائی یا چھوٹی تو نہیں گئی۔

پادری لانگلڈن یہ نہیں سو رئے اس کے کہ میں نے مر جوم کا ہاتھ

چپ پڑا۔ اور جب بڑے پادری صاحب نے مسٹر لانگڈن کے پیچے
جانا چاہا تو پشت سے کارہی زخم لگا یا جو بڑنوع ایک کمینہ تھا مام
کہلاتا ہے۔

راڈرک نے جھٹ نواب کے منہ کی طرف دیکھا۔ اور کہا اندر وہی کہہ
کے باہر احاطہ میں جو دروازہ ہے۔ اس کی تو اندر سے چھٹنی لگی ہوئی
ہے۔ کیا وہ بند ہے یا پاکھلی؟“

نواب کندھے چھپ کر لا علمی ظاہر کرتے ہوئے میں نے اس بات
کا خیال نہیں کیا۔ مگر یہ ٹوپولیس کا سپاہی آگیا۔ بشرہ سے تو ہوشیار
آدمی معلوم ہوتا ہے۔ آئید ہے کہ اب بخوبش اسلوبی ہر چیز کی مناسب
چھان بین ہو جاتے گی۔

یہ ریپاری میں باست اگر مجھ پر ولی کی بات آپ انہیں
نواب بہاں سے چلدنا چاہئے۔ گوئیں آپ کے انگریزی قواعد سے
وقت نہیں لگ رکھو سمجھا گیا ہے کہ موقع واردات پر جو کھڑے ہوتے
ہیں ان کو ٹواہی میں گھسننا پڑتا ہے۔ میں تو اپنی جان اس زحمت سے
بچاتا ہوں۔ اور پہہ کہکر اس نے اپنی ٹوپی بطور سلام آماری۔ اور بڑے
بچا مک سے ہوتا ہوا قلعہ کی راہ پر چل دیا۔

گوینی فرڈ اور راڈرک کبھی اس کی عکس سے سخت مؤثر ہو آئئے
آئئے اپنے گھر کو جل کھڑے ہوئے۔ گوینی فرڈ کا اس جگہ سے جانے
کو مجانتہ چاہتا تھا کہ جہاں اس کا پیارا عاشق رہنے والا خاوند)

سے قبل پادری لانگڈن ہی نے مرحوم سے گفتگو کی تھی۔ اور یہی اندر یہ
کہہ سے نکلا تھا۔ علاوہ اس کے تمام گاؤں بلکہ علاقہ بھر میں اگر تیرے
پادری صاحب کی موت سے کسی کو فائدہ پہنچتا تھا تو وہ اسی مد نگار پادری
لانگڈن کو تھا۔ کیونکہ وہ اس جگہ کا تقدیر کرتا تھا۔

سپاہی کو اپنے تجربہ کے دریافت میں کامل تین تھا کہ شرمندی بل
لے خود تو چھٹنی لگائی نہیں۔ پھر یہ چھٹنی لگ کیسے گئی۔ ؟ شاید کسی نے
شور و غل ہونے کے بعد لگائی ہو۔ یا شاید بوڑھے اہم تھے لے لاش
کو دیکھ کر اور ڈکر لگادی ہو۔

غرض کہ سب اپنے خیالی گھوڑے دوڑا رہے تھے اور جتنے
سر تھے آتیں کہ اتنے میں گر جائیں سے کسی کے بولوں کی چاپ
معلوم ہوئی۔ اور فوراً ہی راٹرک زمزمازہ پر آ موجود ہوا۔ لاش کو
اوہ سے ٹوپی آمار سلام کیا۔ اور باپ سے کہا اسٹورٹ کیمبل یا ہر کھڑا
ہے۔ وہ آج ہی عصع کی ریل سے ۲ یا ہے۔ دینی اور میں جب پہاں
سے جا رہے تھے تو وہ ہیں راستہ میں آتا ہوا ملا۔ گو وہ خود اس میں
دخل دنیا نہیں چاہتا۔ مگر کیا اس معاملہ میں ہم اُس سے جو کہ ایک لایتی
سرانگ رسائی ہے کچھ مدد نہیں لے سکتے ؟،

بوڑھے رمیں نے شکی طور پر سپاہی لارنس کو دیکھا اور کہا اور اُوک
میرے بستیجے کا ذکر کرتا ہے۔ جو ہندوستان کی خصیہ پولیس کا ایک
تجربہ کار سرانگ رسائی افسر ہے۔ جسکو تفتیش جراحت میں اچھا ملکہ و

بُصْنِ دیکھنے کو اٹھایا تھا۔

سپاہی کی نگاہیں اس خانی کمرے اور اس کی چیزوں کو دیکھنے لگیں اور یکاں پکھ تسلی کی جھلک لئے ہوئے دروازہ کی چھینگی پر رکیں۔ تب تو اس نے دو قدم اور آگے بڑھائے۔ اور اپنے معلومات کی خوشی میں کانپتے ہوئے زور سے کہا۔ اور یہہ دروازہ تو اندر سے بند کیا ہوا ہے اگر آپ صاحبوں کا کہا باور کیا جائے کہ کوئی چیز ڈھانی یا چھوٹی نہیں گئی تو پھر تو قاتل یہاں ہی ہے۔ وہ عذر اس دروازہ سے جو گر جائے اندر ہو کر جاتا ہے باہر گیا ہو گا؟“

سپاہی کے اس سادہ سوال نے ان لوگوں کو چوکنا اور حیران کر دیا اور وہ ایک دوسرے کا منہ ملنکرنے لگے۔ کیونکہ یہ بالکل حق تھا۔ کہ قاتل احاطہ میں کھلنے والے دروازہ سے نہیں بھاگتا۔ کیونکہ یہہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اس دروازہ سے جا کر پھر خود ہی اُسے اندر سے بند کر سکے۔ اور یہ بھی غیر ممکن تھا کہ قاتل گر جا والے دروازہ سے چھپ کر سامعین میں بیٹھ جاتا۔ سپاہی کی یہ معلومات بوڑھے رہیں و زیندار گنگ پر اثر کئے بغیر رہ رہی۔ اور سپاہی تو اپنے مشاہدہ کی خوشی میں اندر اندر پھولانہ سما تما تھا۔ لیکن لانگڈن ڈریٹھم نے ایک نظر میں فوری معلوم کر لیا کہ ان لوگوں کے دل میں کھلبی میخ رہی ہے یہ کیا چہ میگوں بار ہو رہی ہیں۔ کیونکہ پولیس کا ادنی اسے ادنی آدمی یہی رائے زندگی کر لے گا کہ یہہ لانگڈن کا کام ہے۔ کیونکہ آخری وفعہ بڑے پادری کے ساتھ

پنج چھار اس کے پچھے پڑ لگا۔ غصن کہ لانگھن کے خیالات اس نامور سراغ رسان کی نسبت ایسے سئے جو دفعی بڑی سرگرمی و تندیری کے ساتھ کمال جانشناختی سے قتل کے معہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اکھوال باب

اک قدر لی خوشبو

اک جہاں مہرباں ہوا تو کیا مہربانی تیری مقدم چاہئے؟
 باستہ ہال میں اس یادگار اتوار کے دو پھر کا کھانا پچھا ایسا لذید
 نہ تھا۔ اور نہ بلحاظ حمیت ایسے کھانے کو اچھا کھانا کہا جا سکتا ہے۔ کو
 مسٹر منڈیبل پزرگ پاوری کا کسی نتے سوگ نہیں کیا۔ تاہم بھی اس
 کی اس اچانک موت نے ہر ایک کو رنج دیا تھا؛ اور اس سبب تمام
 باستہ ہال میں غمی اور خاموشی چھانی ہوئی کھتی سبلکہ اسٹورٹ کی سوچو دگی
 بھی اس مُہر خاموشی کو نہ توزی سکی۔ مجھ پوچھئے تو اسٹورٹ بھی دریاء فکر
 میں غوطہ زد تھا کہ اس قتل کا جواں کے دلپیز کے نیچے ہوا سمجھنا
 چاہیے کچھ سراغ نہ لگتا۔ تو اس کی ساری مشیخت و نیک نامی پر پانی
 پھر جاؤ لگا۔ جو اس لے بڑی محنت دلیافت سے مشرقی و مغربی صوبوں
 میں حاصل کی کھتی۔ گودہ پنے حصہ کا کھانا کھانا مار رہا۔ مگر اس کی چڑھی
 ہوئی سمجھویں اور متفکر چہرہ صاف ظاہر کرتا تھا کہ وہ ضرور کسی گھری فکر

خاص مہارت ہے۔

سپاہی سنجاب میں اس میں مجبور ہوں۔ وہ دروازہ میں کھڑے ہو کر دیکھ سکتے ہیں۔ جب تک انپکٹر صاحب نہ آجائیں میں مجبور ہوں کہ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مگر پونکہ حضور بھی مجسٹریٹ ہیں مجھے آپ کا کہنا منتظر ہے۔

چانچہ راؤ رک نے مرڈ کر ایک شخص کے کان میں کچھ کہا۔ اور کھوڑی دیر میں ایک خوبصورت مضبوط بے قد کا جوان جس کے بشرہ سے آثار سپہ گری ہوید اور اشکارا تھے اندر و داخل ہوا۔ اور سید حالاش کے پاس گیا۔ اور اپنی دھن میں اس نے اپنے چھاتک کونہ دیکھا اور نہ صاحب سلامت کی۔ بلکہ ہر ایک چیز کو بغور دیکھنے لگا۔ اسکا پر رعب چہرہ تباہ ہا تھا کہ وہ ہندوستان کی پولیس کا افسر ہے۔ کہ جس نے بنگال کے خیگلوں میں برٹے برٹے ٹھکوں اور ڈاکوؤں کے پیچے چھڑا دیتے تھے۔ اس کا نام سن کر اچھے اچھے ڈاکوؤں کے پتے پانی ہوتے تھے۔

پادری لانگلڈن نے اسٹورٹ کے بارہ میں سنا تو تھا مگر دیکھانا تھا۔ اب اس کو پہلی وفعہ دیکھا۔ اس کے موزوں نفس دنگار اس کا چور اسینہ خالی از لطف نہ تھا۔ لانگلڈن کے دل نے گواہی دی کہ پہ آدمی تیرے آڑے وقت میں کام آئیگا۔ لیونکہ یہ آدمی قیافہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس معاملہ میں ہاتھ ڈالی گئی حد تک پہنچا دیگا۔

مراستہ لکھا لاؤ ہو گیا جس سے قابل کا جلد سراغ نکلے ۔
بوڑھے رئیس نے ایک گلاس شراب اپنے داسٹے بھرتے ہوئے کہا۔
اسے دفعہ کرو۔ میاں آؤ ہم تم دونوں ذرا ارتکاب داروں کو پھر
نے سرے سے ڈھرا رہیں۔ کہ کیا کیا ضروری باہیں ہیں۔ اور یہ کہ وہ بینجت
تھا کہ ماں۔ جس وقت بوڑھے گود جرنے شروع غوغائی تھا۔ آیا قابل اس
وقت گر جائیں تھا باہر بھاگ گیا تھا ۔

اسٹورٹ نے اپنی نیلی کنجی اور چکنی ہولی آنکھوں سے اپنے چیچا کو
لکھوڑا۔ اور جواب دیا میں اس بارہ میں اس قدر لکھوڑا جانتا ہوں
اور ابھی اپنا اچھا یا بد کوئی خیال نہ ہر نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کچھ کہنا
کبھی چاہوں تو یہی کہوں گا کہ جس وقت کا آپ ذکر کرتے ہیں قائل
گر جاہی میں تھا۔ اور بعد کو بغیر و کھانی دئے یعنی اس وقت جبکہ
قدرت کی خوبصورت عبادت گر جائیں مہک رہی تھی۔ آنا فاتما
میں غائب ہو گیا۔ علاوہ اس کے میں داروں کی مفصل کیفیت پھر
شروع ہے آخر تک سندا چاہتا ہوں تاکہ میں کچھ کارروائی کرنے کے
لائق ہو سکوں۔ دنی فڑ جو اس تمام گفتگو کو خاموشی کے ساتھ چب
چاپ سن رہی تھی۔ لیکن ایک بول انٹھی ڈھی کیا رنجیدہ گفتگو شروع کی
ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ اور کہہ سے باہر جائے ہوئے اپنے
چیزیں بھالیں ہے کہہ گئی کہ جب تم والدے سے گفتگو کر جو تو مجھے زر و خلاف
مارو ش کے پاس آ کر ضرور ملنا۔ میں تھیں اپنا پھلوں اور گملوں کا مکان

میں غلطان و پیچاں ہے۔ جو نہیں کھانا حشم ہوا بوڑھے رئیس نے بلا حائل کلام اس ذکر کو جو ہر شخص کے دل میں چمکیاں لے رہا تھا چھپیڑا۔ اور اپنے بھتیجے کو منحاطب کر کے کہا ہے میں یقین کرتا ہوں تم براہما نو گے۔ اگر میں یہ پوچھوں کہ تمہارے اتنے عرصہ کے سنجھے لئے اس خوفناک واردات کا کیا کچھ نیجہ اخذ کیا ہے؟ (اسٹورٹ) نے مصنوعی مسکراہٹ سے جواب دیا کہ میں تو محض اخپی کے طور پر ایک گز لباسی کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔ مجھے اتنا وقت ہی کہاں ملا کہ اپنی آڑ او انہ رائے قائم کر سکوں؟ بوڑھا رئیس نے تو گویا لئے ابھی تک اس بارے میں کوئی لائے قائم نہیں کی؟ کیا کچھ کبھی اب تک نہیں سوچا؟ اور نہ کسی اور نے ہی کچھ نیجہ نکالا ہو گا؟ لیکن اسپکٹر ماڈلز کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔ اور کیا تم لے کبھی کسی آدمی کو نام کا میاپ ہوتے ہوئے کبھی دیکھا ہے۔؟، اسٹورٹ میرے خیال میں تو اسپکٹر نے اپنا کارروائی بہت منباہ کی ہے۔ کہ جو ایک اعلیٰ لایق پولیس افسر کو کرنی زیبائی کھتی۔ مگر میں یہ نہ کہوں گا کہ وہ نام کا میاپ گیا ہے۔ اس نے اس وقت دار رات قتل کے متعلق ضرور کوئی اپنی ذاتی رائے قائم کر لی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اس کی رائے غلط ہو یا صبح؟“

راڈرک رجلدی سے دو کیا تمہارا مطلب اس اندر سے بند کی ہوئی چیختی سے ہے؟؟، اسٹورک نہیں۔ میرا یہ قیافہ کہتا ہے کہ اسپکٹر نے ضرور کوئی ایسا

اس نے کہا تھا ان سے پھر حلبہ بیاد آگیا۔ مگر اس سے یہ دخل و رعقولات بہت برا معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ سوچ کر کچھ آیا تھا اور یہاں ہوا میں قتل کی بُوکھیلی ہوئی تھی۔ ہاں تم نے کیا پوچھا۔؟ میرا کسی خاص شخص کی طرف اشارہ کیسی باتیں کرتی ہو۔ میری پیاری دینی آپ فرا سوچیں کہ میں اس قدر جلد کیسے اپنی رائے قائم کر سکتا ہوں اور کس طرح کسی خاص فرد انسان کو ملزم کیا سکتا ہوں۔ جنکہ مجھے اندروز کرے میں جانے تک کی اجازت نہ تھی؟

وئی فرڈ۔ کچھ ہی ہو۔ مگر یہ میں ضرور کہوں گی کہتنے ضرور اس بارہ میں کچھ سوچ رکھا ہے خیر تم مجھے مت بتاؤ۔ مگر حبوقت تم کسی دوسرے پر ظاہر کرنے کا ارادہ کرو تو اول مجھے بتلا دینیا۔

اسٹورٹ یہ اچھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اول تم کو بتلاوں گنا۔ مگر میری پیاری دینی میں آج تہاری خاطر میں گاڑی سے آیا تھا اور یہاں آ کر اور ہی عالم دیکھا۔ میں یہ خوفناک بحث کرنے تو نہیں آیا تھا۔ ان کو تو میں ایک روز میں جب اپنے کام پر جاؤ گا سب کو نواہ کر جاؤں گا۔ سب عین ٹھیک کر دوں گا مگر پیاری اب کی دفعہ جب میں واپس جاؤں تو اکیلانہ ہوں۔ اور ساتھ ہی اس نے مختصر الفاظ میں اپنار ازدیل کہہ سنایا۔

پھرے زمانہ میں مدتوں ہم رہی حسینوں سے ہکو صحبت کسی میں ایسی ادا نہ پائی کسی میں یہ یا لکپن نہ دیکھا

وکھاؤں گی۔ یہ تو اسٹورٹ خرودل سے چاہتا تھا کہ اس کو وینی فرڈ کے ساتھ علیحدہ کچو لوں کے گملوں کا مکان۔ باعچہ۔ اصل۔ مرغی خانہ کجھ بھی دیکھنے کو ملتے تاکہ وہ موقع پا کر اپنی تناکار از جس کو وہ ایک عرصہ سے جان کے ساتھ صندوقی سینہ میں رکھتا تھا وینی پنڈا ہر کروے۔ کہ وہ اسے ہمیشہ کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ متواتر دس سال بعد اپنے صیفہ و پیشہ میں ناموری حاصل کر کے ایک سال کی رخصت پر ولایت آیا تھا۔ اور سید حابا است ہال میں ہی آیا جہاں وہ پہلی ہی نگاہ میں اپنی سیاہ آنکھوں والی چماڑا و بین کا دل سے فریضہ ہو گیا تھا۔ اور جب کوئہ اب وہ زیادہ ضبط نہ کر سکتا تھا چنانچہ وہ چلد اپنے چمبا سے رخصت ہو کر فرانسیسی کھڑکی کی راہ سے گزر سید حابا باغ میں پہونچا۔ جہاں وینی فرڈ اپنارشی می باوڑ پہنچنے جو اس وقت اس پر خوب زیبا معلوم دیتا تھا ادھرست اور ٹھہلاتی کھرتی تھتی۔ وینی فرڈ اسٹورٹ کے ولی خیالات سے بالکل بے خبر رہ چکی اسٹورٹ نظر پڑا وہ آگے بڑھی اور سجنہ دہ پیشانی اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سبز روشنوں پر ٹہلنے لگی۔

وینی فرڈ تم از جد چالاک و مہیار ہو۔ میں نے پوچھتی ہوں کہ کبھی تمنے و دران گنگلے میں والد سے مقدر تی خوشبو، کا کیا جملہ کہا تھا بے ظاہرا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید تمنے ویدہ و دانستہ ایسا کیا ہے۔ ۶۶۔
اسٹورٹ اور اسوجکر کیز کہ وہ سبھول گیا تھا کہ وہ جملہ کس بارہ میں